مرکز کتب بینی

العارف اکیڈمی MEDIA
ARIFHUSSAINI.NET

سخنِ عشق

مجالس عزا سید الشہداء

از شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ

سخنِ عشق

مجالس عزا سید الشہداء

از شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی

1

عقل

مرکز کتاب بینی

دعائے مطالعہ

اللّٰهُمَّ أَخْرِجْنِي مِنْ ظُلُماتِ الْوَهْمِ
وَأَكرِمْنِي بِنُورِ الْفَهْمِ
اللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنا أَبْوابَ رَحْمَتِكَ
وَانْشُرْ عَلَيْنا خزائِنَ عُلُومِكَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ حَسۡبُنَا اللهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَبَارِئِ الۡخَلَائِقِ اَجۡمَعِيۡنَ وَبَاعِثِ الۡاَنۡبِيَاءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَوَّلِيۡنَ وَالۡآخِرِيۡنَ الرَّسُوۡلِ الۡمُسَدَّدِ وَالۡمَحۡمُوۡدِ الۡاَحۡمَدِ حَبِيۡبِ اِلٰهِ الۡعَالَمِيۡنَ اَبِي الۡقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيۡنَ الطَّاهِرِيۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِيۡنَ وَاَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللهُ الۡعَظِيۡمُ .

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

قَالَ رَبُّنَا الَّذِىٓ أَعۡطٰى كُلَّ شَيۡءٍ خَلۡقَهُ ثُمَّ هَدٰى

(طہ۔۵۰)

طبیعت (Nature) نشانۂ توحید:

جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اپنے تبلیغی مشن کے سلسلے میں فرعون کے پاس گئے اور فرعون کو توحید کی طرف دعوت دی اور خدا کی طرف بلایا تو فرعون پوچھنے لگا کہ اے موسیٰ! جس خدا کی طرف تم دعوت دیتے ہو، یہ تمہارا خدا کیا چیز ہے؟ تمہارا خدا کون ہے؟ تو حضرت موسیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے دنیا کی ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے اور پیدائش و خلقت

کے بعد ہر چیز کو رہنمائی وہدایت بھی دی ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس عالَمِ امکان میں جہاں انسان رہتا ہے، حیوان رہتا ہے، جمادات ونباتات رہتے ہیں تو جتنی چیزیں ہم دیکھتے ہیں یہ سب کی سب خدا کی مخلوق ہیں اور خدا ہی نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ جیسے کہکشاں ہے، نظام شمسی یا یہ زمین ہے جس میں ہم رہتے ہیں یہ بھی خدا کی مخلوق ہے اور اس میں جو حرکت ہے کہ سارے سیارے سورج کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں خصوصًا ہماری زمین جس کی دو حرکتیں ہیں،

حرکت وضعی اور حرکت انتقالی اور جس سے یہ فصول اربعہ پیدا ہوتی ہیں اور یہ کہ ہر ایک سیارہ **وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ** اپنے اپنے مدار کے ارد گرد چکر لگاتا ہے، ان کے درمیان ٹکراؤ نہیں ہوتا اور کبھی موسم گرما کی جگہ پر موسم سرما نہیں آتا، یہ ہی وہ ہدایت ورہنمائی ہے جو اسی خدا نے دی ہے، جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ کہکشاں کے علاوہ حتیٰ ایٹم کے ذرات ہیں جو بہت چھوٹی سی چیزیں ہیں وہ بھی حالتِ حرکت میں ہیں حتیٰ ان کی حرکت بھی اپنی طرف سے نہیں ہے اور یہ طبیعت نے ان کو نہیں بخشی ہے بلکہ یہ بھی خدا نے ان کو دی ہے کہ اگر وہ ایٹم ذرہ برابر بھی اپنے مدار سے نکل گئے تو پھر سائنسدان ہی بتا سکتے ہیں کہ اس کے کتنے عظیم خطرات ہو سکتے ہیں۔ اسی طریقے سے آپ نباتات کی طرف نظر کریں! اگر آپ ایک درخت لگاتے ہیں تو یہ درخت بھی حرکت (نشوونما) کرتا ہے، اس کی بھی ہدایت ہوتی ہے تو یہ حرکت اور نشوونما طبیعت نے اسے نہیں دی بلکہ یہ بھی خدا نے اس کو دی ہے۔

آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ سیب کے درخت نے غلطی کی ہو کہ اس پر سیب کے بجائے ناشپاتی نکل آئے! ان نباتات کو بھی یہ ہدایت و راہنمائی خدا نے عطا کی ہے۔ اسی طرح خداوند متعال نے بعدازیں کہ حیوانات کو پیدا کیا توان کو زندگی گزارنے کے لئے غرائز عطا کئے۔ ان کے ذریعے یہ حیوانات بہترین طریقے سے زندگی گزار رہے ہیں جیسے شہد کی مکھی کو آپ دیکھیں! کس نے اس کو بتایا کہ تم یوں انتظام کرو؟ کس انجینئرنگ یونیورسٹی میں انہوں نے پڑھا ہے کہ اپنے گھر یوں بناؤ!

"وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتاً

(نحل،٦٨)

وہ خدا ہے کہ جس نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہے اور وہ خدا ہی ہے جس نے اس شہد کی مکھی کو غریزہ عطا کیا۔ خدا نے ہی اس شہد کی مکھی کی رہنمائی فرمائی کہ تجھے کس طریقے سے زندگی گزارنی ہے اور کس طریقے سے اپنے گھر کو بنانا ہے۔

شہید مرتضیٰ مطہریؒ اپنی کتاب "دہ گفتار" میں ایک عمدہ مثال دیتے ہیں البتہ وہ مقالہ دینی اور اسلامی فکر کے بارے میں ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ ایک حیوان

ہے جو شہد کی مکھی سے چھوٹا جبکہ عام مکھی سے بڑا ہے، یہ عجیب زندگی گزارتا ہے۔ جب اس کے مرنے کے دن قریب ہوجاتے ہیں تو یہ حیوان جاکر ایک کیڑے کو ڈھونڈلاتا ہے اور پھر اس کیڑے کو ڈستا ہے

جبکہ اتنا سخت بھی اس کو نہیں ڈستا کہ وہ کیڑا مر جائے اور اتنا آہستہ بھی نہیں ڈستا کہ وہ حرکت کرتا رہے اور چلتا پھرتا رہے بلکہ ایسا ڈستا ہے کہ وہ فقط بے ہوش ہو جائے۔ مرتا نہیں بلکہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ حیوان اس کیڑے کے اوپر انڈے دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ حیوان خود مر جاتا ہے اور جب ان انڈوں سے بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کی ماں نہیں ہے کہ جو انہیں کھانا دے پس وہ اس کیڑے کو کھانا شروع کر دیتے ہیں اور جب وہ کیڑا ختم ہونے لگتا ہے تو اس وقت تک یہ حیوان اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور پھر یہ اڑ جاتے ہیں اور اپنی زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔

شہید مطہریؒ یہاں پر فرماتے ہیں کہ جو لوگ خدا کے منکر ہیں وہ بھی یہاں لاجواب ہو جاتے ہیں کہ یہاں وہ کیا جواب دیں گے! اس بچے نے تو ماں کو نہیں دیکھا کہ وہ اس کو بتائے کہ تم نے کیسی زندگی گزارنی ہے! لیکن وہ زندگی گزارتا رہتا ہے۔ جب اس کے مرنے کے ایام نزدیک ہو جاتے ہیں تو اسی کیڑے کو یہ بھی ڈھونڈتا ہے اور پھر اسی طرح ڈستا ہے اور اس پر انڈے دیتا ہے اور پھر مر جاتا ہے اور ان کا یہ طریقہ نسل در نسل جاری رہتا ہے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حیوان کو یہ سبق کس نے پڑھایا؟ آیا طبیعت نے اسے یہ سکھایا ہے؟ طبیعت اور نیچر تو خود بے شعور ہے۔ ایک بے شعور کس طرح شعور سے کام کر سکتا ہے؟ یہاں وہ کیمونسٹ بھی لاجواب ہو جاتے ہیں اور خدا کے وجود پر اگر وہ معاند (دشمن) نہ ہوں تو اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔

اسی طرح آپ دوسرے حیوانات کو دیکھیں! آپ خود مثالیں دے سکتے ہیں کہ کتے کو خدا نے کس طرح غریزہ عطا کیا ہے؟ اسی طرح لومڑی کو کس طرح خداوند متعال نے یہ غریزہ عطا کیا ہے کہ اس

کے ذریعے وہ اپنی زندگی گزارتی ہے۔ "توحیدِ مفضل" میں امام صادقؑ اپنے کچھ شاگردوں کو جو درس فرماتے ہیں اس میں آپؑ مختلف مثالیں دیتے ہیں۔ اس میں سے ایک لومڑی کے متعلق ہے کہ اسے جب شکار نہیں ملتا اور اسے بھوک لگتی ہے تو وہ صحرا میں کسی جگہ لیٹ جاتی ہے اور اپنے پیٹ کے اوپر ریت ڈالتی ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسا کہ مردار پڑا ہو۔ جب اوپر سے کوئی پرندہ گزرتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ یہ لومڑی مر چکی ہے اور آکر اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ تو وہ لومڑی فوراً اسے پکڑ کر کھا جاتی ہے، اب دیکھئے اس لومڑی کو کس نے یہ فن سکھایا ہے؟ یہ غریزہ اسے خدا نے دیا ہے کہ کس طریقے سے وہ اپنی زندگی گزارے اور اپنا کھانا پیدا کرے!

دنیا میں جتنی بھی مخلوقات ہیں، سب کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ پھر خدا نے سب کو ہدایت بھی دی ہے، اب چاہے وہ نباتات ہوں یا حیوانات و جمادات لیکن ان میں سے جو خصوصیت انسان کی ہے وہ دوسروں میں نہیں ہے۔ خداوند متعال نے اس انسان کی ہدایت کے لئے جداگانہ انتظام کیا ہے۔ اس کو غریزہ اس مقدار میں نہیں دیا جو خدائے قادر و توانا نے ایک حیوان کو دیا ہے۔ غرائز کے لحاظ سے حیوانات ہم سے بہت آگے ہیں لیکن خدا نے ان کے مقابلے میں انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے عقل دی ہے تاکہ انسان عقل ہی کے ذریعے اس مقصد کی خاطر زندگی گزارے جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

پھر خدائے کریم نے صرف عقل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ عقل کے لئے ایک مدد اور معاون بھی دیا

ہے کہ جس کو ہم شریعت کہتے ہیں تاکہ اگر کسی جگہ عقل کام نہ کر سکے، اس عقل کا نور کم ہو تو شریعت اس کو بتائے کہ اے عقل! تمہارے لئے سعادت کا راستہ یہ ہے۔

عقل، معیارِ بندگی:

خداوند متعال نے انسان کی ہدایت کے لئے عقل دی ہے جس کو ہم رسولِ باطنی سمجھتے ہیں جس کو ہم بندگی کا معیار سمجھتے ہیں یعنی اگر ایک انسان بندگی کرے تو اس کو ثواب اس کی عقل کے مطابق ملے گا۔ جس طرح وہ عام قصہ آپ نے سنا ہو گا "خصال شیخ صدوقؒ" اور دوسری احادیث کی کتب میں ہے کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک جزیرے میں ایک عابد رہتا تھا۔ اس جزیرے سے ایک فرشتے کا گزر ہوا۔ اس نے

سوچا کہ اس شخص کی کتنی عبادت ہوگی؟ اور اس عبادت کی وجہ سے قیامت کے دن اس کا کتنا مقام ہو گا؟ تو خداوند متعال نے اس فرشتے پر حقیقت کو روشن کرنے کے لئے اس کو انسان کے لباس میں عابد کے پاس بھیج دیا اور کہا جاؤ! اس کا مقام آپ پر واضح ہو جائے گا۔ وہ آکر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ماشاء اللہ آپ جیسی بندگی اور عبادت کوئی اور نہیں کر سکتا۔ یہاں پر آپ کو خلوت میسر ہے، نہ کسی کی غیبت ہے نہ کچھ اور! بس آپ ہیں اور خدا کی بندگی ہے۔ انہوں کہا کہ جی یہ خدا نے مجھے توفیق دے دی ہے لیکن دیکھو مثلاً یہ کتنی اچھی گھاس ہے کیسا اچھا جزیرہ ہے! ہمارے خدا کا کوئی حیوان نہیں ہے گدھا وغیرہ نہیں ہے لہٰذا یہ گھاس ضائع ہو رہی ہے اگر خدا کا کوئی حیوان

ہوتا تو یہ گھاس کبھی ضائع نہ جاتی۔ جب اس فرشتے نے اس عابد کی بات سنی تو اس کو پتا چلا کہ اس بندے کا خدا کے پاس کیا مقام ہے؟

اسلام میں بھی عقل کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ جب حضرت آدم- کو مخیر کر دیا گیا کہ آپ ان تینوں میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کریں یعنی یا عقل لے لیں یا حیا یا دین۔ تو انہوں نے جب عقل کو لے لیا تو جبرائیل امین نے دین و حیا سے خطاب کیا کہ تم جاؤ اور اپنا اپنا کام کرو! تو انہوں نے کہا کہ ہم بھی خدا کی طرف سے مامور ہیں کہ جہاں عقل ہو وہاں ہم بھی ہوں گے لہٰذا ہم اس کے ساتھ ہی رہیں گے۔

عقل، جسے خدا نے انسان کی راہنمائی کے لئے عطا کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے انسان سعادت حاصل کرے پس ہم بہترین قسم کی زندگی گزارنے کے لئے اس عقل کو استعمال کریں لیکن اگر اس عقل کو اقتدار وغیرہ کے لئے استعمال کریں تو یہ عاقلانہ کام نہیں ہے، جس طرح احادیث میں ہے کہ یہ عقل نہیں ہے کہ جس سے اقتدار حاصل کیا جائے!

سیاہ تاریخ کا ایک واقعہ:

شاید یہ قصہ آپ نے سنا ہوگا، مجھے اس شخص کا نام تو یاد نہیں ہے، میرے خیال میں عبدالحلیب نام ہے، مرحوم شیخ عباس قمی اعلیٰ اللہ مقامہ کے ترجمہ المنتہیٰ الآمال میں بھی لکھا ہوا ہے، دوسری تاریخی کتب میں بھی لکھا ہے کہ ہارون الرشید کے دور میں کسی علاقے کا وہ گورنر بھی رہ چکا تھا۔

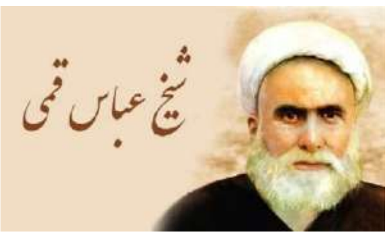

ایک شخص نقل کرتا ہے کہ میں اس کے پاس ماہ رمضان میں مہم ان کے طور پر گیا، جب میں اس کے پاس گیا تو اس کے سامنے دستر خوان تھا اور وہ کھانا کھا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے، کیا تمہارا روزہ نہیں ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے پتا ہے کہ ماہ رمضان ہے لیکن میں نے روزہ نہیں رکھا۔ اس نے پوچھا کیا تم مریض ہو؟ کہا نہیں، میں مریض بھی نہیں ہوں۔ تو پھر کیوں روزہ نہیں رکھتے؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگا کہ اب مجھے نماز اور روزے کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ اس نے کہا کہ اے بندہ خدا یہ تم کیا بات کہتے ہو! خدا کی رحمت و مغفرت سے مایوس ہوتے ہو! ایسی بات کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے وہ گناہ کیا ہے کہ اس کے بعد میں جتنی بھی عبادت کروں، دعا کروں، توبہ کروں وہ قبول نہیں ہوگی۔ تم نے کیا گناہ کیا ہے؟

کہتا ہے کہ جب میں ہارون الرشید کی طرف سے گورنر تھا تو ایک رات میں گھر میں سویا ہوا تھا کہ ہارون الرشید کی طرف سے اس کا قاصد آیا کہ خلیفہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میں ڈر گیا کہ اس وقت مجھے کیوں بلایا ہے! یقیناً میری موت نزدیک ہے۔ بہر حال میں نے غسل کیا۔ کپڑوں کے نیچے کفن پہنا اور جب وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک ہارون الرشید ہے اور ایک اس کا غلام۔ وہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا لہٰذا میں وہاں بیٹھ گیا۔ سلام علیکم و علیکم السلام۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ کس لئے مجھے بلایا ہے؟ اس نے مجھ سے پوچھا کہ میرا تم سے ایک سوال ہے کہ تم مجھے کس حد تک دوست رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں آپ پر اپنا مال قربان کر سکتا ہوں کہا بہت اچھا مجھے شاباش دی اور کہا کہ اب

واپس گھر چلے جاؤ۔ ابھی میں سویا نہیں تھا کہ دوبارہ گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ جب میں باہر نکلا تو دیکھا وہی شخص ہے اور کہتا ہے کہ تمہیں خلیفہ بلا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس دفعہ مجھے مار دے گا۔ دوبارہ جب میں گیا پھر اس نے وہی سوال مجھ سے پوچھا کہ تم کس حد تک مجھے دوست رکھتے ہو؟ تو میں نے پھر جواب دیا کہ میں اپنا مال اپنی اولاد اور جان تک آپ پر قربان کر سکتا ہوں۔ شاباش چلے جاؤ۔ تیسری بار پھر اس کی طرف سے قاصد آیا تو میں نے سوچا کہ اب موت یقینی ہے۔ اب جیسے میں گیا تو اس نے پھر وہی سوال کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میں اپنا مال، اولاد، جان اور دین تک آپ کے لئے قربان کرنے پر تیار ہوں! اس نے کہا اب ٹھیک ہے۔ یہ تلوار لو اس خادم کو ساتھ لو اور یہ جو کچھ کہے تم اس پر عمل کرنا۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

خادم نے ایک دروازہ کھولا اور اس کے اندر تین کمرے تھے پھر ان میں سے اس نے ایک کمرہ کھولا۔ اس میں بیس آدمی تھے جن کے چہروں سے نورانیت نمایاں تھی، وہ ایک ایک کر کے ان کو نکال لاتا اور میں ان کا سر بدن سے جدا کر دیتا۔ بیس آدمیوں کو میں نے قتل کیا، اس کے بعد دوسرا کمرہ کھولا، اس میں بھی اسی طرح بیس آدمی تھے۔ ان کو بھی ایک ایک کر کے اس نے نکالا اور میں نے سب کو قتل کر دیا۔ تیسرا کمرہ جب کھولا تو اس میں جب میں نے انیس آدمیوں کو قتل کیا تو بیسواں آدمی ان میں سے معمر تھا۔ سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا اور زیادہ عبادت کی وجہ سے اس کی پیشانی پر نشان (محراب) تھا۔ وہ مجھے خطاب کرنے لگا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ کل قیامت کے دن جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے تم پیش ہو گے تو خدا کو کیا جواب دو گے؟ یہ کس کو تم قتل کر رہے ہو؟ یعنی وہ سب افراد اولادِ رسول ﷺ میں سے تھے۔ جن میں اصحابؓ اور علماء بھی

تھے، جن میں جوان و عمر رسیدہ بھی تھے، ان ساٹھ آدمیوں اور ساٹھ سادات کو میں نے شہید کیا ہے۔ اب بتائو آیا مجھے روزہ کوئی فائدہ پہنچائے گا؟ لہٰذا اس بدبخت نے دنیا کے لئے، اپنے دین کو قربان کر دیا!

عاقل کون؟

اگر آپ دیکھتے ہیں کہ ہٹلر نے اقتدار تک پہنچنے کے لئے کیسے کیسے منصوبے بنائے! کتنے طریقوں سے اتحادیوں کو سرگردان و پریشان کیا تو وہ ہٹلر یا ہٹلر کے ساتھ جو لوگ اتحادی تھے، ان میں عقل نہیں تھی بلکہ شبیہ عقل تھی یا اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آج کی دنیا میں خواہ اس کا نام

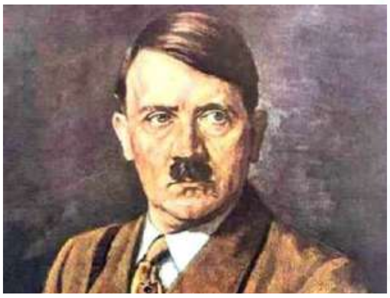

ریگن ہو یا گورباچوف یا صدام ہو یا کوئی اور جنرل ہو، اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے کیا کیا منصوبے بناتے ہیں! کس طریقے سے مظلوموں کا خون بہاتے ہیں! لوگ تو اس کو بڑا عاقل اور بڑا ہوشیار و دانا کہتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں وہ دانا اور ہوشیار نہیں ہے۔ اگر صدام لاکھوں مسلمانوں کا خون بہائے صرف اس لئے کہ وہ خلیج فارس کا پولیس مین بنے اور عرب ممالک میں وہ سب سے بڑا رہے تو یہ عقل و دانائی نہیں ہے۔ عاقل و دانا وہ ہے جو آخرت کو دنیا پر فدا نہ کرے بلکہ دنیا کو آخرت پر قربان کر دے۔

جو شخص اقتدار، مال و دولت اور دنیا کی خاطر اپنے دین کو قربان کر دے، اس کو ہم عاقل نہیں کہہ سکتے۔ عاقل وہ ہوتا ہے جو دنیا کو دین پر فدا کر دے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ کربلا میں بظاہر بڑے بڑے

عقلاء تھے جن کو لوگ بڑا سمجھتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح عقلاء کون تھے اور صحیح معنوں میں بے عقل اور بے وقوف کون تھے! جب امام حسین-کربلا کے نزدیک پہنچے تو ایک شخص مولا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام-نے اس سے کوفہ کے متعلق حالات پوچھے تو اس نے بتایا کہ کوفہ کے حالات اس وقت یہ ہیں اور ان کے عزائم یہ ہیں۔ پھر امامؑ نے اس شخص پر اتمامِ حجت کرتے ہوئے اسے اپنی یاوری اور نصرت کے لئے بلایا تو اس نے کہا کہ میں یہ تو نہیں کر سکتا لیکن میرے پاس یہ گھوڑا ہے جو بہت بہترین نسل کا ہے اور تلوار وغیرہ۔ یہ میں آپ کی خدمت میں دے سکتا ہوں لیکن امام نے فرمایا کہ مجھے تمہارے گھوڑے کی ضرورت نہیں ہے پس بہتر ہے جلد از جلد کربلا کی حدود سے نکل جاؤ کیونکہ اگر باہر نہیں نکلو گے تو جب میں استغاثہ بلند کروں گا اور تم اس کو سن کر میری مدد نہیں کرو گے تو پھر تمہارے لئے کوئی راہ باقی نہیں رہے گی لہٰذا یہ بدبخت شخص جب تک زندہ رہا افسوس کرتا رہا کہ کاش میں اس وقت امام حسین-کی مدد کرتا! اس کی کھوپڑی میں اگر عقل ہوتی تو وہ بدبخت دو دن کے آرام کو اختیار نہ کرتا بلکہ ہمیشہ کی عزت و سعادت کو اپنے لئے انتخاب کرتا۔

صحیح معنوں میں عاقل حرؑ تھے جبکہ وہ ایک لشکر کے کمانڈر تھے اور لوگوں میں ان کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب روز عاشورہ لشکر آمنے سامنے ہو گئے تو مہاجر کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حرؑ کی حالت پریشان ہے اور وہ مضطرب ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے حر! اگر آج مجھ سے کوئی پوچھتا کہ سب سے بہادر اور شجاع کون ہے تو میں تیرا نام لیتا۔ دیکھو! آج امامؑ

کے ساتھ محدود آدمی ہیں جبکہ ہم ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟ حرؑ نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ نہیں ہے، حقیقت کچھ اور ہے۔ آج میں خود کو بہشت و جہنم کے درمیان مخیر دیکھ رہا ہوں کہ یا میں اس طرف جاؤں جہاں جہنم ہے یا دوسری طرف جاؤں جہاں بہشت ہے لیکن خدا کی قسم میں کبھی بھی جہنم کو بہشت اور آخرت پر مقدم نہیں کروں گا۔ پس صحیح معنوں میں عاقل وہ تھے جنہوں نے سید الشہداء کی خدمت اور ان کے قدموں میں شہادت کو قبول کیا اور اس کمانڈری، عزت اور مقام کو ٹھکرا دیا۔ حقیقت میں یہ عاقل انسان تھے۔

اگر یہ (یزیدی لشکر) عاقل ہوتا تو آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ انسانی عقل تو یہ کہتی ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو! لیکن ایسی کون سی زیادتی تھی جو انہوں نے نہ کی ہو! آپ مجھے بتائیں کہ انہوں نے امام حسین - کو شہید کیا۔ آیا اس سے زیادہ اور اس سے بڑھ کر کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟ پھر انہوں نے سید الشہداء - اور ان کے اہل بیت اور اصحابؑ کے مبارک لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ کیا انسانی عقل انسان کو اس کی اجازت دیتی ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ بڑوں کی جب آپس میں جنگ ہوتی ہے تو بڑوں کو تو انسان قتل کرتا ہے لیکن آیا عقل، انسان کو چھ ماہ کے بچوں کو قتل کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ یعنی کیا دنیا والے ان کو عاقل کہہ سکتے ہیں؟ جب سید الشہداء - خیمے میں تشریف لائے اور اپنے اہل و عیال سے رخصتی لینا چاہی تو امام - نے سارے اہل و عیال کو ایک جگہ جمع فرمایا اور ان کو صبر کی تلقین کی۔ فرمایا کہ خداوند متعال تمہارا حامی و محافظ ہے، مصیبتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے تم صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

مصائب اہل بیتؑ:

جب امامؑ نے سارے اہل و عیال سے الوداع کیا، خیمے کے دروازے پر جب رخصت ہونے لگے توجناب زینبؑ، علی اصغر کو لے کر آئیں جو کہ چھ ماہ کے تھے اور تشنگی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے کیونکہ علی اصغر پیاسے تھے۔ چھ ماہ کا بچہ پانی تو نہیں پیتا وہ تو دودھ پیتا ہے اور حضرت علی اصغر کے ساتھ ماں بھی تھی کہ جو اس کو دودھ دیتی لیکن یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ جب ایک ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی ہو اور اس عرصہ میں اس خاتون پر اگر کوئی سخت وقت آجائے یا جب پریشانی آتی ہے اور وہ سخت پریشان ہو جاتی ہے تو اس کا دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ تاریخ بیان کرتی ہے کہ بی بی ام ربابؑ، مادرِ حضرت

علی اصغر جو کہ زوجہ سید الشہداءؑ تھیں امامؑ کو بہت عزیز رکھتی تھیں جب اس محترمہ کو یقین ہو گیا کہ آج حسین۔دشمنوں کے نرغے میں ہیں اور امام۔ش ہید ہو جائیں گے تو ان کے دل پر اس قدر بوجھ آگیا کہ ان بی بیؑ کا دودھ خشک ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی چھاتی میں دودھ نہیں تھا کہ وہ علی اصغر کو پلاتیں لہٰذا امامؑ کی ہمشیرہ نے جب حضرت علی اصغر کی یہ حالت دیکھی تو اسے امامؑ کی خدمت میں لائیں اور کہا کہ بھائی حسینؑ اس چھوٹے بچے کے ساتھ بھی خدا حافظی فرمائیں۔ امامؑ بھی چاہتے تھے کہ اس چھوٹے معصوم کے ساتھ خدا حافظی کریں۔

آپ کو معلوم ہے کہ جب کوئی مسافرت کے لئے جاتا ہے تو اس کے گھر میں جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کی ماں ان کو لاتی ہے اور وہ اسے چومتے ہیں۔ تو امامؑ نے اس چھوٹے معصوم کو پیار کیا لیکن جب دیکھا کہ تشنگی کی وجہ سے وہ معصوم بے ہوش ہے تو انہوں نے اس بچے کو گود میں اٹھایا اور فرمایا کہ بہن زینب! میں اسے اپنے ساتھ میدان میں لے جاتا ہوں شاید دشمن اس پر رحم کرے لیکن امامؑ جب اس معصوم کو اپنے ساتھ لائے اور دشمنوں سے خطاب فرمایا کہ اے اہلِ کوفہ! اگر تمہاری نگاہ میں حسینؑ گناہگار ہے تو یہ تو چھوٹا بچہ ہے اس کا تو کوئی گناہ نہیں ہے، دیکھو یہ تشنگی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ کاش وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور اس معصوم پر رحم کرتے لیکن انہوں نے رحم نہیں کیا۔

عزادارانِ حسینؑ! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ علی اصغر بے ہوش تھے۔ اس وقت تک کہ دشمن کی طرف سے تیر آگیا اور اس تیر کی حرارت کو اس معصوم بچے نے احساس کیا تو بیدار ہو گیا اور دونوں آنکھوں کو کھول کر اپنی زبانِ حال سے اپنے بابا کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ مجھے ماں تک پہنچائیں۔ امام حسین کے ہاتھ پر یہ عظیم واقعہ پیش آیا تو انہوں نے کیا کیا؟ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمانے لگے۔

"هَوَّنَ عَلَيَّ مَا نَزَلَ بِي أَنَّهُ بِعَيْنِ اللَّهِ"

خدایا! جب یہ سب کچھ تیرے لئے ہے اور تو دیکھ رہا ہے تو پھر سب میرے لئے آسان ہے!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَاعَبْدِاللّٰهِ وَعَلَى الْاَرْوَاحِ الَّتِيْ حَلَّتْ بِفِنَائِكَ يَالَيْتَنَا كُنَّا مَعَكُمْ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ وَنَدْعُوْكَ بِاِسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ الْاَعَزِّ الْاَجَلِّ الْاَكْرَمِ بِحُسَيْنِكَ يَا اَللّٰهُ، اِلٰهِيْ بِحَقِّكَ وَ فَاطِمَةَ وَ اَبِيْهَا وَ بَعْلِهَا وَ بَنِيْهَا

پروردگارا! ہماری اس عزاداری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ خدایا عزاداری سید مظلومان کو ہمیشہ قائم و برپا فرما۔ خدایا! قیامت کے دن ہمیں سید مظلومان کی صف میں محشور فرما۔ خدایا! محبت اہل بیتؑ

جو تیری ایک عظیم نعمت ہے، ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس نعمت سے کبھی محروم نہ فرما۔ اس دنیا میں زیارت حسین- اور قیامت کے دن شفاعت حسین- نصیب فرما۔ اسلام اور مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرما! رزمندگانِ اسلام و سپاہیانِ قرآن جہاں جہاں پر کلمہ حق کی سربلندی کے لئے جہاد میں مصروف ہیں خواہ وہ افغانستان میں ہو یا لبنان میں یا دنیا کے دوسرے خطے میں ہوں، ان کو نصرت عطا فرما۔ خصوصاً لشکریانِ امام زمان- جو قدس کی آزادی کے لئے کربلا کے راستے میں آگے بڑھ رہے ہیں، ان کو کامیابی عطا فرما! کربلائے معلی کا راستہ عاشقانِ حسین ابن علیؑ کے لئے جلد از جلد آزاد فرما۔ خدایا! رہبرِ کبیرِ انقلابِ اسلامی حضرت امام خمینیؒ کے مبارک سائے کو ہمارے سروں پر قائم فرما۔ خدایا! امریکہ اور اسرائیل کو نابود فرما۔ خدایا! جو مسلمانوں کے درمیان قلم کے ذریعے، زبان کے ذریعے یا اعمال کے ذریعے اختلاف و نفاق ڈالتے ہیں، ان کو نابود فرما! مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق و وحدت عطا فرما۔ خدایا! بحق

محمدؐ وآل محمدؑ جو بھی مریض ہیں، ان کو شفائے عاجلہ عطا فرما! جن کی اولاد نہیں ان کو اولادِ نرینہ عطا فرما! جن کی مشکلات ہیں بحق حلّال مشکلات ان کی تمام مشکلوں کو آسان فرما! پاکستان کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ فرما!

مرکز کتب بینی